Registered

No. L. 89.

اخبار نور افشاں لودیانہ



حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۴۹) مطبوعہ ۸ دسمبر ۱۸۹۹ء بروز جمعہ جلد (۲۷)

گلدستۂ اخبارات

جہلم میں ڈسٹرکٹ جج واٹسن صاحب فوت ہو گئے۔ اچھے لایق آدمی تھے خدا ان کے پس ماندگاں کو صبر عطا فرمائے۔ لدھیانہ میں جنگ ٹرنسوال کے مجروحوں اور مقتولوں کے پس ماندگاں کے لئے بارہ سو روپیہ چندہ ہوا اور بھی زیادہ ہونے کی امید ہے۔ حضور وایسرائے نے گوالیار کی دعوتی تقریر میں والیان ریاست ہند کے فرائض کی تعریف کی۔ دیسی ریاستوں میں وائسریگل دورہ کو دلپسند کیا اور فرمایا کہ والیان ریاست و شیران سلطنت ذمہ وار ہیں۔ حضور لفٹنٹ گورنر شمال مغربی ۲ دسمبر کو لکھنؤ سے روانہ آگرہ ہوئے یہاں حضور وایسرائے کے مہمان ہونگے۔ لیڈی میکڈانل صاحبہ علیل ہیں۔ حضور لفٹنٹ گورنر پنجاب نے ۲۵ نومبر کو وانا میں سرحدی دربار فرمایا۔ وزیری فرقوں کے بہت سے ملک آئے تھے اور خوشی ظاہر کی کہ برٹش سایہ میں نمایاں خوشحالی ہے۔ اخبار ٹائمز آف انڈیا بمبئی پر جو مقدمہ لائبل دائر ہے اس میں مسٹر تلک کی طرف سے مسٹر فیروزشاہ مہتہ پیروکار ہیں۔ مدراس کے اخبار ہندو پر کرشن آئر سابق ڈپٹی کمشنر میسور نے ہتک کی نالش کی تھی۔ مالک و پبلشر سزایاب ہو گئے مستغیث کو پانچ ہزار روپیہ کا ہرجانہ دلایا گیا اور مقدمہ کا تمام خرچہ بھی ملزمین کے ذمہ ڈالا گیا۔ ۳۰ نومبر کو کلکتہ میں سینٹ انڈریو کا ڈنر تھا۔ سکاچ کی قومی دعوت حضور وایسرائے نے گوالیار سے ہمدردی کا پیغام بھیجا۔ ۳۰ نومبر کو حضور گورنر کراچی میں آئے پورٹ ٹرسٹ نے جہاز میں دعوت دی ترقی انہار پر تقریر کر کے روانہ بمبئی ہو گئے۔ حضور لیڈی کرزن صاحبہ نے مہارانی صاحبہ گوالیار سے دوستی کی جو تعلیم یافتہ نوجوان ہیں اور انگریزی عمدہ بول سکتی ہیں۔ عمدہ شہ سوار اور عمدہ پیراک ہیں مسز ہیلنڈ نے عمدہ تعلیم سے آراستہ کیا ہے۔ میمیو (برما) میں کارن بٹالین کے چھ سپاہی بجرم فساد سزایاب ہوئے۔ مسٹر بک کی یادگار میں دس ہزار جمع ہوا۔ امید ہے کہ اور بھی چندہ جمع ہوگا۔ ضلع بروچ سے ... ۱۲ مویشی جنگلات تھانہ کو بھیجے گئے۔ کرنل لاری طاعون کمشنر حیدرآباد نے کہا لنگسوگور کے نالائق ڈپٹی کمشنر کو موقوف کر دو ورنہ ہم پلیگ کمشنر نہ ہونگے یہہ معاملہ موضع گنگا دائی کے خالی کرانے کے بارہ میں پیش آیا کرنل لاری نے کہا وہاں طاعون ہے خالی کراؤ۔ ڈپٹی کمشنر نے کہا طاعون نہیں ہے خالی نہ کرائیں گے۔ شملہ میں میونسپل کمیٹی نے قرار دیا کہ وہاں کے لئے ہلتھ آفیسر کا منصب مستقل کیا جاوے کہ حفظ صحت بہر حال ضروری ہے۔ پنجاب میں حکم ہوا کہ ۱۰ روپیہ ماہوار تک کے ادنے ملازموں کو قحط الاؤنس دیا جاوے گھوڑا رکھنے والے ۲۵ روپیہ تنخواہ والے بھی پائیں گے یکم اکتوبر سے ملیگا۔ بالفعل چھ ماہ کے لئے ہے۔ حضور کمانڈر انچیف افواج ہند کلکتہ پہنچے ہیں، ۷ دسمبر کو برما کا دورہ کرنے کے لئے روانہ ہو گئے۔ ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں پولیس نے فقیر نکر جعلی سکہ بنانے والوں کا پتہ لگایا معہ اوزاروں کے ایسا پکڑا کہ آفرین صد آفرین۔ شملہ کالکا ریلوے کا کام ابھی شروع نہ ہوگا سڑک کو کسی مقام پر بدلنا ہوگا کہ ٹیلوں پر خرچ میں کفایت ہو۔ خرطوم ریلوے اول ہفتہ دسمبر میں خدیو مصر افتتاح فرمائینگے وہاں گورنر کے محل میں ٹھہریں گے۔

تار برقیان

لارڈ کچنر قاہرہ سے خرطوم میں واپس آئے خلیفہ مہدی کے قتل نے تمام معاملہ حل کر دیا۔ مقدمہ ڈریفس کے سلسلہ میں میجر الیسٹر ہنری کو بجرم جعلسازی ۳ سال قید ۵۰۰ فرینک جرمانہ کی سزا ہوئی وہ روپوش ہے۔ امریکہ نے معاہدہ ساموآ نامنظور کیا ہے اس نے ایک اور مسودہ معاہدہ پیش کیا شاید سب کو پسند آئیگا ممکن ہے جزائر ساموآ کے عوض میں امریکہ جزائر فلپائن جرمنی کو دیدے۔ برطانیہ نے اپنا ادعا استطاعت بہت مختصر کر دیا ہے۔ برٹش سفیر مسٹر رنل راڈ نے اتھریہ و سوڈان کی حدبندی کا معاملہ ابھی سے طے کر لیا چند تفصیلات باقی ہیں۔ لارڈ میتھوئن نے موڈر رندی پر کل بوئر فوج کو شکست دیدی ہے ۲۸ نومبر کو ۵ بجے صبح کے یہہ مقابلہ ہوا۔ برٹش نے بڑی بہادری سے دشمن کو بھگا دیا۔

۳۰ نومبر کو خبر آئی کہ کیتھولونیہ و انگلش عین نام دو جہاز مع افواج کیپ ٹون میں وارد ہوئے۔ لارڈ ولزلی صاحب نے فرمایا کہ جنوبی افریقہ کے لئے چھٹا ڈویزن بھی روانہ ہونے والا ہے۔ کمبرلی کی خبر کہ عنقریب مدد پہنچنے کی خبر سنکر محصورین خوش ہیں۔ بوئر نواح میں بالکل گھٹ گئے۔ پرنس کرسچین وکٹر اپنی فوج کے ہمراہ ڈربان سے آگے کو جنگ پر روانہ ہو گئے۔ اراوہ و چنگالو نام جہازات اور فوجیں کیپ ٹون میں وارد ہوئے۔ مسٹر چیمبرلین نے لیسٹر میں برٹش فارن پالیسی پر تقریر کی اور فرمایا کہ برطانیہ امریکہ جرمنی متفق ہیں اور یہہ اتفاق دنیا کے استقبال پر اثر کریگا۔

ایڈیٹوریل نوٹس

پادری ای۔ ایم۔ ویری صاحب۔ ڈی ڈی۔ ایڈیٹر۔

پادری ایچ۔ گولکناتھ صاحب ۔ پادری غلام مسیح صاحب
پادری طالب الدین صاحب بی۔ اے ۔ پادری پی سی اوپل صاحب } ایڈیٹوریل
پادری جی ایل ٹھاکر داس صاحب ۔ پادری جیمل سنگھ صاحب
مسٹر الشیع ناصر صاحب ۔ مسٹر مسیح الدولہ صاحب } کارسپانڈنٹس
پادری کمار ناتھ صاحب مین

حضور سر انٹنی میکڈانل نے آگرہ کے دورہ میں پردہ نشین عورات کی اوقات گذاری کے لئے جو انتظام فرمایا ہے اس سے حضور ممدوح کی انسانی ہمدردی اور فیاضی کا خاص ثبوت ملتا ہے۔ ہز آنر نے آگرہ میں ۷ نومبر کو افسران ضلع آگرہ ڈویژن اور ممبران میونسپل بورڈ کی ایک کانفرنس کی اور انسداد قحط کے متعلق رائیں دریافت فرماتے ہوئے پردہ نشین عورتوں کی دستگیری کے لئے جو دست سوال دراز کرنے کے بجائے فاقہ کشی کے ہاتھوں مر جانے کو ترجیح دیتے ہیں خاص طور سے گفتگو کی جس کا مآل کار یہہ قرار پایا کہ رفع تکالیف کے کام جاری کئے جائیں اور ایسی عورتوں کو منتظم افسران خانہ بخانہ تلاش کر کے کام دیں اور جو کام کرنے سے معذور سمجھی جائیں انہیں مفت امداد دی جائے۔ اس غرض کی تکمیل کے لئے چندہ کی فہرست کھولی گئی اور سب سے پہلے ہز آنر نے ایک ہزار روپیہ چندہ جیب خاص سے مرحمت فرمایا اور مسٹر ایڈون جان ایک یورپین سوداگر نے جو اے جان کمپنی کے مالک اور میونسپل کمشنر ہیں دو تین سو روپیہ ماہوار امداد دینے کا وعدہ فرمایا۔ امید ہے کہ دیگر شہروں میں بھی اہل ہمت صاحبان اس مثال کی پیروی کرینگے ؞

ہتھیاروں کی بندش۔ دیسی سپاہیوں کے پرائیوٹ ہتھیار رکھنے اور لے جانے کے متعلق گورنمنٹ عالیہ نے جو قواعد نافذ فرمائے ہیں ان کا خلاصہ یہہ ہے کہ یہہ سب ہتھیار اپنے ذاتی استعمال کے لئے ہونگے نہ کہ تمام خویش و اقارب ان سے کام لے سکیں اور یہہ ہتھیار ہر حالت میں اسی درجہ تک ہونگے جیسے کہ دیسی سپاہیوں میں مستعمل ہیں۔ یہہ نہ ہوگا کہ اعلیٰ قسم کی بندوق یا ریوالور نجی کے طور پر بھی رکھی جائے۔ اگر اعلیٰ قسم کا کوئی ہتھیار دیسی سپاہی کے پاس پایا جاویگا تو معاً ضبط کیا جاویگا۔ اس قسم کے ہتھیاروں کی تفصیل جملہ رجسٹر میں درج ہوگی اور وہ رجمنٹ کے ذخیرے میں رکھے ہونگے۔ رخصت لینے کے وقت وہ اپنے کمان افسر کی اجازت سے ان نجی کے ہتھیاروں کو بھی اپنے ہمراہ وطن کو لیجا سکتے ہیں لیکن اگر سپاہی کا وطن سرحد کے پار ہے تب رجمنٹ کے دیگر سپاہیوں کو اس سے ضمانت لینی چاہیے کہ وہ ہتھیار مذکور کو گم نہیں کریگا بلکہ بعد رخصت کے واپس لے آویگا ؞

خبر آئی ہے کہ دو ہزار سے زیادہ دیسی عیسائی راجپوتانہ میں قحط کے سبب تنگدست ہیں معمولی سرکاری چندہ ان کو اس سبب سے نہیں پہنچتا کہ وہ دیگر اطراف میں رہتے ہیں۔ اب اُن کی جان بچانے کی صرف تدبیر یہہ ہے کہ جس قدر لڑکے لڑکیاں یتیم خانہ میں خرچ کر سکتے ہو منگوا لو اور روپیہ چندہ سے کسی پادری کے پاس ان کی پرورش کے لئے بھیجدو تاکہ یہہ بھوکے ننگے لوگ بھوکے نہ مریں۔ پیارے بھائیو یہہ ہی وقت مدد کا ہے وہ جو جلد دیتا ہے دوگنا دیتا ہے جس قدر مقدور ہو جلد چندہ اڈیٹر وٹنس کلکتہ کے پاس بھیجدو ؞

---

۱۳ و ۱۴ نومبر کی نسبت منجموں نے کہا تھا کہ ستاروں کی ایک نہائت دلچسپ بارش ہوگی یہہ بات بالکل غلط نکلی۔ اب تک معلوم نہیں ہوا کہ منجم صاحبان اپنی غلط بیانی کا جو تمام ہندوستان میں پھیلی ہوئی تھی کیا جواب رکھتے ہیں۔ چند ہیئت دان آسٹریا سے اس قابل دید ستاروں کی بارش دیکھنے کے لئے آئے ہوئے تھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی اس تماشا سے مایوس و محروم ہی گئے ؞

جنگ ٹرنسوال۔ برٹش گورنمنٹ قریب ۷۰ ہزار فوج جنوبی افریقہ میں بھیج چکی ہے نیز اور فوجیں روانگی کے لئے تیار ہو رہی ہیں۔ لارڈ میتھوں نے تمام بور فوج کو ایک بہت بھاری شکست دی ہے۔ دشمن نے دریا پر مضبوط مورچے باندھ رکھے تھے اور پوشیدہ تھا ۲۸ نومبر کو ۵ بجے جنگ شروع ہوئی۔ آٹھ ہزار کے قریب بور تھے۔ ۲ برجی توپیں اور ہر کتاب قسم کی توپیں تھیں۔ دس گھنٹہ کامل جنگ ہوتی رہی۔ برٹش فوج نے دلیری کے ساتھ دشمن کو بھگا دیا حالانکہ تیز دھوپ میں بغیر پانی یا خوراک کے لڑنا پڑا تھا

قیصر جرمن نے انگلستان کی مختصر تشریف آوری میں بڑی لیاقت اور نیک مزاجی دکھلائی چلتے وقت رائل ڈربیگونگی امداد میں ۳۰۰ پونڈ چندہ دیا۔ لنڈن سوسائٹی کی سربرآوردہ لیڈیاں نہائت قیمتی عجائبات کی نمائش مرتب کر رہی ہیں کہ جنگی

رسالہ عید الضحیٰ مصنفہ اور مشتہرہ جناب مولوی غلام محمد صاحب بٹالوی ملازم سرکار اسلامیہ حیدر آباد دکن پر دوسرا ریمارک

خداوند یسوع مسیح کے حق میں ہمارے نامدار مولوی صاحب ذیل کے کلمات ناشائستہ تحریر فرماتے ہیں۔ شہوت پرست۔ خوبصورت گوپیوں کی درمیان کنہیا کی صورت وغیرہ اس کا جواب ہم کچھ نہیں دیں گے بروز حشر خدا کے سامنے اس کا فیصلہ ہو جائیگا مگر اس امر کی تنقیح لازم ہے کہ جس پردہ میں ہو کر آپ کو اتنی جرأت ہوئی کہ خلاف جمہور مسلمین عامہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں ایسا کفر بچا نگیں اور بڑا بول بولیں وہ کونسا ہے اور وہ یہہ ہے کہ مسیح دو ہیں آپ فرماتے ہیں جسکا خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ذکر کیا ہے وہ خدائے تعالیٰ کے برحق نبی دنیا و عقبیٰ دونوں میں بڑے مرتبہ والے تھے ان کی نسبت کسی مسلمان کو اپنی زبان سے ذرا بھی سخت کہنا گویا اپنے دین اسلام کو بھی خیرباد کہکر کافر بننا ہے صفحہ ۱۹ ہم نہیں جانتے کہ اس انوکھی تاویل کو علماء اسلام کس درجہ تک مسموع یا غیر مسموع باور کرتے ہونگے مگر جہانتک قرآن شریف پر غور کیا جاتا ہے تو یہہ ہی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن میں اسی مسیح کا ذکر ہے جو انجیل میں پیش کیا گیا اور آج تک علمائے محمدیہ اسی بات پر اتفاق رائے رکھتے ہیں۔ ہمارا ارادہ ہے کہ اس مضمون کے علاوہ ہم ایک استفتار روانہ کریں گے اور علمائے اسلامیہ سنی و شیعہ سے فتویٰ طلب کرینگے کہ آیا وہ بھی جناب بٹالوی صاحب کا ساتھ دیتے ہیں یا نہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ اس بارہ میں ہم علیحدہ لکھ رہے ہیں اس ریمارک میں مختصراً عرض کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ جو قرآن میں نظر آتے ہیں اور جن کی نسبت کسی مسلمان کو اپنی زبان سے ذرا بھی سخت کہنا کفر ہے وہی ہیں جو انجیل میں پیش کئے جاتے ہیں ؛

(الف) سورہ نسار رکوع ۲۲ میں مندرج ہے کہ وقولهم انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولکن شبه لهم۔ اور بسبب کہنے ان کے کہ تحقیق ہم نے مار ڈالا مسیح عیسیٰ بیٹے مریم کے کو کہ پیغمبر الله کا تھا۔ فرمائیے تو ذرا یہودی لوگ کس مسیح کے مار ڈالنے کا دعویٰ کرتے تھے آیا قرآنی کا یا انجیلی کا انجیل میں تو لکھا ہے کہ یہودیوں نے اُسے مار ڈالا اور قرآن میں انکار ہے کہ نہیں مرا اس سے یہہ تو نہیں ثابت ہوتا کہ دو مسیح ہیں ایک مارا گیا اور ایک نہیں مارا گیا اگر مارا گیا تو بھی ایک ہی مسیح ہے اور نہیں مارا گیا تو بھی وہی ایک ہی مسیح ہے۔ غایت الامر یہہ کہہ سکتے ہو کہ وہ مارا نہیں گیا جیسا قرآن کہتا ہے کہ وہ نہیں مارا گیا۔ لیکن یہہ نہیں کہہ سکتے کہ مسیح دو ہیں۔ اگر بفرض محال ہم مان بھی لیں کہ قرآن والا مسیح اور ہے تو بتلائیے کہ اُسے یہودیوں نے کب مارا اور اس کی موت کی نفی کیوں کی جاتی ہے۔ انجیلی مسیح کو پڑا مرنے دو تمہیں یعنے قرآن کو اُس سے کیا مطلب یہاں تو مولوی صاحب پر وہی مثل درست آتی ہے کہ مدعی سُست گواہ چست قرآن تو اس مسیح کی موت سے انکاری ہے اور آپ اُسے دو کئے دیتے ہیں۔ یہہ ویسی بات ہے کہ کوئی کہے کہ محمد دو ہیں ایک وہ جو مدینہ میں مر گئے اور دوسرا وہ محمد جس کی موت کے حق میں خلیفہ دوم حضرت عمر نے صاف انکار کیا بلکہ کہا کہ اگر کوئی کہیگا کہ محمد مر گئے تو میں اس کا سر قلم کر ڈالونگا آخر حضرت ابو بکر کے سمجھانے سے اپنے انکار سے باز رہے۔ جناب مولوی صاحب یہاں تو سامنے لاش رکھی ہے اور حضرت عمر کہتے ہیں کہ محمد نہیں مرا پس اگر خداوند عیسیٰ کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے باعث محمد صاحب کو انکار ہو کہ مسیح نہیں مرا تو کیا عجب اس سے دو مسیح تو نہیں بن جاتے افسوس مولوی صاحب نے پہلے اپنا گھر نہیں دیکھ لیا حالانکہ ابن عباس باآواز بلند پکارتا ہے کہ مسیح بیشک مصلوب ہوئے قرآن میں استخوان شکستہ مصلوب ہونیکا انکار ہے ؛

(ب) سورہ آل عمران رکوع ۶ میں ہے۔ ان مثل عیسیٰ عند الله کمثل آدم خلقه من تراب ثم قال له کن فیکون الحق من ربک فلا تکن من الممترین فمن حاجک فیه من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم . . . ثم نبتهل فنجعل لعنة الله علی الکاذبین۔ تحقیق مثال عیسیٰ کی نزدیک الله کے مانند مثال آدم کے پیدا کیا اس کو مٹی سے پھر کہا اس کو ہو پس ہو گیا حق پروردگار سے ہے پس مت ہو شک لانے والوں سے پس جو کوئی جھگڑے تجھ سے بیچ اس کے پیچھے اس کے کہ آتا تیرے پاس علم سے پس کہہ آؤ بلائیں بیٹوں اپنوں کو اور بیٹوں تمہارے کو اور بیبیوں اپنی کو اور بیبیوں تمہاری کو وغیرہ . . . پھر التجا کریں پس کردیں ہم لعنت الله کی اوپر جھوٹوں کے الخ جناب مولوی صاحب اگر قرآن والا عیسیٰ وہی انجیل والا عیسیٰ نہیں ہے تو اس کے حق میں عیسائیوں کے ساتھ تمہارے آنحضرت کا تنازع کیا اور اس کے خدا کے بیٹے ہونے پر باہمی لعنت کرکے فیصلہ چاہنا کیا ضرور تھا کیا مصنف قرآن یہہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ جس عیسیٰ کو تم مانتے ہو میں اُسے نہیں مانتا۔ جس عیسیٰ کو میں مانتا ہوں وہ اور ہے۔ مگر نہیں محمد صاحب اسی خداوند مسیح کے حق میں جھگڑتے تھے اور خدائے قرآن نے صاف کہدیا کہ اے محمد تو شک مت لا۔ پس اس سے بھی ثابت ہوا کہ انجیلی مسیح وہی مسیح ہے جو قرآن میں ہے دو نہیں بلکہ ایک؛

(ج) سورہ نسا رکوع ع ۲۳ یا اہل الکتاب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا الحق انما المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ وکلمتہ القاہا الی مریم وروح منہ فامنوا باللہ ورسلہ ولا تقولوا ثلثہ۔ ترجمہ اے اہل کتاب مت زیادہ گوئی کرو بیچ دین اپنے کے اور مت کہو اوپر اللہ کے مگر سچ سوا اس کے نہیں کہ مسیح عیسیٰ بیٹا مریم کا پیغمبر ہے اللہ کا اور حکم ہے اس کا ڈالدیا اس کی طرف مریم کے اور روح ہے اس کی طرف سے۔ پس ایمان لاؤ ساتھ اللہ کے اور رسولوں اس کے کے اور مت کہو خدا تین ہیں۔ جناب مولوی صاحب اس آیت قرانی میں اہل کتاب یعنے مسیحیوں سے کہا جاتا ہے کہ مسیح کے حق میں مبالغہ نہ کرو۔ ہم پوچھتے ہیں کہ وہ کیا مبالغہ کرتے تھے اور کس مسیح کے حق میں مبالغہ کرتے تھے وہ کس کو خدا کہتے تھے۔ انجیلی مسیح کو یا قرانی مسیح کو۔ یہہ بات تو صاف ظاہر ہے کہ انہیں یعنے مسیحیوں کو قرانی مسیح سے کیا علاقہ تھا وہ ضرور انجیلی مسیح کو مانتے اور جانتے تھے۔ ۶۰۰ برس پیشتر سے وہ اس کو خدا اور خدا کا بیٹا کہتے تھے جیسا انجیلوں میں لکھا ہے کہ وہ اللہ کا کلمہ ہے اور روح القدس کے وسیلہ مجسم ہوا اسی طرح قران میں بھی اس آیت سے معلوم ہوا کہ وہ اللہ کا کلمہ ہے اور روح ہے۔ پس فرق کیا ہوا۔ قران درحقیقت اسی عیسیٰ کا بیان کرتا ہے جسے تم انجیلی مسیح ٹھہرا کر گالیاں بکتے ہو۔ ان تین قرانی گواہوں کے بیان سے ایک ہی مسیح ثابت ہوتا ہے۔ لہذا آپ کا فتوی آپ ہی پر صادق آتا ہے کہ ان کی نسبت کسی مسلمان کو ذرا بھی سخت کہنا گویا اپنے دین اسلام کو خیرباد کہکر کافر بننا ہے۔ کیونکہ قران شریف سے بھی واضح ہے کہ جو شخص مصلوب ہوا مگر استخوان شکستہ مصلوب ہو کر (ابن عباس) وہ وہی حضرت عیسیٰ عم تھے جس کو عیسائی خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ پس آپ نے نہ صرف ذرا سا سخت کہا بلکہ اُسے نامرد اور شہوت پرست اور کنہیا بھی قرار دیا۔ تو پھر آپ کافر ہوئے اور اگر جلد توبہ نہ کی اور حضرت عیسیٰ سے معافی نہ مانگی تو یقین جانئے کہ آپ کے فی النار والسقر ہونے میں کوئی شک نہیں ولا تکن من الممترین۔

اب ہم آپ کی اس زٹل قافیہ کا جواب عرض کرتے ہیں جو سامریہ کی عورت کے بیان میں تحریر فرمایا ہے قولہ سامریہ کی عورت کا قصہ جس کو یوحنا نے اپنی انجیل میں نقل کیا ہے یسوع کی زندہ دلی پر شاہد ہے کہ وہ کس طرح بیگانہ عورتوں کے ساتھ پھسلانے اور قایل کرنے کی گفتگو کیا کرتا تھا۔ سامریہ کی عورت نے اسے کہا کہ کیونکر تو جو یہودی ہے مجھ سے جو سامریہ کی عورت ہوں پانی پینے کو مانگتا ہے۔ کیونکہ یہودی سامریوں سے صحبت نہیں رکھتے تھے۔ اس پر آپ ریمارک کرتے ہیں کہ مگر یہاں تو ذات وغیرہ سے بحث ہی نہیں تھی۔ کیونکہ ایک عاشق مزاج اور رنگیلے آدمی کو ان باتوں سے کوئی نسبت نہیں ہے۔ پھر آپ جیتا پانی سے مراد نطفہ لیتے ہیں کیونکہ حدیث میں ہے الماء من الماء رجہاں بعد جماع غسل کرنا مسلمان پر واجب ہوتا ہے۔ پھر آپ سوتا کے لفظ سے یہہ مراد لیتے ہیں۔ مگر اس عورت کے پاس تو پہلے ہی سے ایک گھر آشنا موجود تھا جس کے آپ بھی یعنے حضرت عیسیٰ عم محتاج ہو کر فیضیاب ہونیکا قصد کر چکے تھے اور اس قصہ کو اس فقرہ پر آپ ختم کرتے ہیں کہ اتنے میں اس کے شاگرد آئے اور تعجب کیا کہ وہ عورت سے باتیں کرتا تھا پر کسی نے نہ کہا کہ تو کیا چاہتا ہے یا اس سے کس لئے باتیں کرتا ہے فقط۔

جواب یہہ ہے کہ جب شاگردوں نے خود تعجب کیا اور کسی نے کچھ نہ کہا تو اب کس کی مجال ہے کہ چیں نکالے لیکن اگر آپ اس سارے قصہ کے نتیجہ پر پہنچتے اور آخر تک لکھ جاتے تو ناظرین رسالہ عید الضحیٰ ضرور آپ کے حق میں قران کا یہہ آوازہ کستے کہ لعنت اللہ علی الکذبین ہمارے خیال میں آپ نے سامریہ کی عورت کو بی بی خدیجہ سمجھا کیونکہ وہ فیضیاب ہونے کے بعد محمد صاحب پر ایمان لائیں کہ آپ نبی ہیں مگر اس سامریہ کی عورت نے جب پانچ خصموں کی تعداد سُنی جو بغیر علم غیب رکھنے والے کے کوئی بتا نہ سکتا تھا تو فوراً کہا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نبی ہیں (کوئی شہوت پرست اپنی معشوقہ و مطلوبہ سے عشقبازی کی باتیں کہکر آپ نبی نہیں بن سکتا۔ باستثناء آنحضرت) پھر سامریہ کی عورت حضرت عیسیٰ کے نبوت کا یقین کر کے فوراً اس عہدہ کے مناسب سوال بھی کرتی ہے کہ ہمارے باپ دادوں نے اس پہاڑ پر پرستش کی (مولوی صاحب پرستش کے معنے کچھ اور نہ سمجھیں) اور تم کہتے ہو کہ وہ جگہہ جہاں پرستش کرنی چاہیے یروسلم میں ہے (مولوی صاحب بیت الحرام نہ سمجھیں) اس کے جواب میں حضرت عیسیٰ عم اپنے باپ کی پرستش کو روح اور راستی سے ہر جگہہ راست و درست ٹھہراتے ہیں۔ (مولوی صاحب ہر جگہہ سے اونٹ والی عورت کا قصہ نہ قیاس کرلیں) پھر خداوند نے اس پر نجات پانے کا بھید ظاہر کیا تب وہ عورت بولی کہ میں جانتی ہوں (کیونکہ سامری لوگ توریت پڑھتے تھے اور یہہ عورت بھی واقف تھی) کہ مسیح جس کا ترجمہ کرستس ہے آتا ہے جب وہ آویگا تو ہمیں سب باتوں کی خبر دیگا۔ حضرت عیسیٰ عم نے اس سے کہا میں جو تجھ سے بولتا ہوں وہی ہوں تب اس عورت نے اپنا گھڑا چھوڑا اور شہر میں جا کے لوگوں سے کہا آؤ ایک مرد کو دیکھو جس نے سب کام جو میں نے کئے مجھے کہے۔ کیا یہہ مسیح نہیں وہ شہر سے نکلے اور اس کے پاس آئے اور اس پر ایمان لائے اور اس کی منت کی کہ ہمارے ساتھ رہ چنانچہ وہ دو روز وہاں رہا اور کہا کہ یہہ فی الحقیقت جہان کا نجات دینے والا مسیح ہے۔

مولوی صاحب یہہ پھیلانے والی اور مائل کرنے والی باتیں تھیں جن سے سارے لوگ ایمان لاکر نجات یاب ہوئے اگر کوئی گندی بات تھی تو شل بی بی خدیجہ کے نبوت پر ایمان لانے کا نتیجہ عنقریب یہہ لڑکے اور یہہ لڑکیاں جن بیٹھنے کا ہوتا مگر یہاں تو معاملہ بالعکس ہو کر بہتیری خدا کی روح سے جس کا ذکر پانی کے ساتھ کیا گیا ازسرِنو پیدا ہو کر خدا کی بادشاہت میں شامل ہوئے۔ اب آپ کو معلوم ہوا ہو گا کہ پانی سے مراد نطفہ نہیں جیسا محمد صاحب کا قول اوپر لکھا گیا بلکہ خدا کی روح مراد ہی جیسا حضرت عیسیٰ عم نے نقدیموس سے کہا کہ اگر آدمی پانی اور روح سے پیدا نہ ہووے۔ یوحنا ۳: ۵۔ پھر عید کے پچھلے دن جو بڑا دن ہی یسوع کھڑا ہوا اور پکار کے کہا اگر کوئی پیاسا ہو مجھ پاس آوے اور پئے جو مجھ پر ایمان لاتا ہی اس کے بدن سے جیسا کتاب کہتی ہی۔ جیتے پانی کی ندیاں جاری ہونگی (سو تم خوش ہو کے نجات کے چشموں سے پانی بھروگے یسعیاہ ۱۲: ۳) اس نے یہہ روح کی بابت کہی جسے وہ جو اس پر ایمان لائے پانے پر تھے کیونکہ روح قدس اب تک نہ اُتری تھی یوحنا ۷: ۳۷-۳۹۔ چونکہ بیبل سے ثابت ہوا کہ پانی سے مراد روح القدس ہی اور مولوی صاحب کہتے ہیں کہ بیبل میں نطفہ سے مراد ہی تو انہوں نے روح القدس کا بھی جو خدا ہی گناہ کیا جس کی معافی نہ اس جہان میں نہ اس جہان میں۔ بس ہم بادب التماس کرتے اور منت کرکے کہتے کہ آپ توبہ کریں۔ ایسا نہ ہو کہ سورج ڈوبے اور تم خفا کے خسارہ ہو ؛

راقــــــــــــــم

ک۔ ن۔ م۔ س

فرخ آباد

ذات

تین چیزیں ہندوستان کی سخت مخالف ہیں۔ اوّل ذات۔ دوئیم دستور پرستی۔ سوئیم قسمت ہم سلسلہ وار ان تینوں میں سے ہر ایک کا تھوڑا تھوڑا سا بیان کریں گے۔ لیکن اس ٹرکٹ میں ہم چند خیالات صرف ذات کے متعلق پیش کرینگے ؛

عام ہندو یہہ مانتے ہیں کہ برہمن برہما جی کے منہہ سے اور چھتری اس کے بازوؤں سے اور ویش اس کی رانوں سے اور شودر اس کے پاؤں سے نکلے ہیں۔ مگر یہہ صحیح نہیں۔ کیونکہ پرمیشر یعنے خدائے تعالیٰ نے انسان کو ذاتوں میں تقسیم نہیں کیا۔ یہہ ڈھکوسلا انسانی ساخت اور پرداخت کا نتیجہ ہی۔ چنانچہ فخمند آریا قوم نے ہندوستان کے مغلوب اصلی باشندوں کو اپنا غلام بنایا اور ہمیشہ ان کو اسی غلامی میں قید رکھنے کے لیئے ذاتوں کے قواعد اور قوانین تجویز کیئے۔ جب ہم ان قوانین کو جو برہمنوں کے پایۂ عظمت کو بلند کرتے اُن قاعدوں کے ساتھ مقابلہ کرتے جو شودروں کو ذلت کے پاتال تک پہنچاتے تو صاف معلوم ہو جاتا ہی کہ مقنن ان تمام قوانین کا ضرور کوئی نہ کوئی برہمن تھا۔ ہمیں اس موقعہ پر ایک حکایت یاد آتی ہی۔ کہتے ہیں کہ ایک آدمی اور ایک شیر میں بڑی دوستی تھی۔ ایک دن اس آدمی نے اپنے دوست شیر کو ایک تصویر دکھائی جس میں کسی آدمی نے ایک شیر کو زنجیریں پہنا کر اپنے قابو میں کر رکھا تھا۔ اور کہا کہ دیکھیئے انسان میں کیسی حکمت اور قدرت پائی جاتی ہی کہ شیر جیسے زور آور اور خونخوار جانور کو بھی اپنے بس میں کر لیتا ہی۔ شیر نے مسکرا کر جواب دیا میرے دوست آپ یہہ بات بھول گئے کہ اس تصویر کا مصوّر آدمی ہی۔ اسی طرح اگر آج کل کے شودروں سے پوچھا جائے تو شاید وہ بھی اسی قسم کا جواب دیں۔ ہاں ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر شودر قانون بناتا تو شاید شودر برہمن اور برہمن شودر ہوتا۔ ہماری دانست میں ذات پات کی پابندیوں کی بنا خودغرضی پر قایم ہی۔ زور آوروں نے اپنے فائدے اور آرام کے لئے کمزوروں کو ان پابندیوں میں ایسا قید کیا کہ اُن کا رہا ہونا مشکل ہی۔ اب ہم دکھائیں گے کہ ذات پات کا امتیاز کسیطرح جائز نہیں ؛

(۱) اوّل۔ دیکھیئے کہ تواریخ اس کے برخلاف ہی۔ جہاں تک ہم کو بنی آدم کا حال معلوم ہی اس سے یہی ظاہر ہوتا ہی کہ ہم سب کی اصل ایک ہی ہی کہ بنی نوع انسان میں کچھ فرق نہیں ؛

(۲) پھر یہی صدا سائنس دیتی ہی۔ علم فزیالوجی سے معلوم ہوتا ہی کہ برہمن اور شودر کے جسم میں کچھ فرق نہیں۔ جیسا خون برہمن کی رگوں میں پھرتا ہی ویسا ہی شودر کے عروق میں جوش زن ہی۔ جس طرح برہمن کا مغز بنا ہی اسی طرح شودر کا بنا ہی۔ جیسی ترقی جسمی۔ علمی اور عقلی برہمن کر سکتا ہی ویسی ہی شودر کر سکتا ہی بشرطیکہ اس کو ویسے ہی موقعہ دیئے جائیں۔ جن چیزوں سے برہمن کو تکلیف پہنچتی ان ہی سے شودر کو پہنچتی ہی۔ اور جو اس کو فرحت بخشتی ہیں سو ہی اس کو فرحت بخشتی ہیں ؛

(۳) پھر ہم دیکھتے ہیں کہ عام طور پر تمام بنی آدم اس بات کے قائل ہیں کہ ہم سب ایک ہی ہیں حتیٰ کہ خود ہندوؤں کے اکثر بزرگ اس بات کے قائل ہیں مثلاً نانک اور کبیر جیسے بزرگوں کے کلام میں بہت اشلوک اور اشعار ایسے پائے جاتے ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے کہ ہم سب ایک ہی اصل سے ہیں۔

بدھ ذاتوں کی تقسیم اور امتیاز کا سخت مخالف تھا۔

(۴) پھر اگر آپ غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ مذہب بھی یہی شہادت دیتا ہو خدا ہمارا باپ ہو اور ہم اس کے بچے اور آپس میں بھائی ہیں۔ اس کے سامنے نہ کوئی چھتری اور نہ کوئی برہمن۔ نہ کوئی ویش اور نہ کوئی شودر۔ جو اس کی مرضی پر چلتے وہ اس کی نظر میں پسندیدہ ہیں۔ اور جو اس کے فضل کو رد کرتے ہیں وہ اپنی بغاوت کے سبب اپنی بدبختی میں مبتلا ہیں ۞

اب دیکھئے کہ ذات پات کے ماننے سے کیسے برے نتایج پیدا ہوتے ہیں۔

اوّل۔ ملک کی ترقی بند ہو جاتی ہو۔ نہ وہ علم میں آگے بڑھتا اور نہ دولت میں۔ اس کے باشندے دیگر ممالک کے باشندوں کے ساتھ ملنا اور برتنا پسند نہیں کرتے لہذا وہ پردہ نشین عورتوں کی طرح اپنی چاردیواری میں قید رہتے ہیں۔ یہی حال ہمارے ملک کے لوگوں کا ہو۔ وہ انگلینڈ اور امریکہ اور دیگر ممالک یوروپ کے باشندوں کی مانند سیر و سیاحت میں مصروف نہیں ہو سکتے اور اس لئے ان کے ملک کی تجارت اور علم کو وہ فروغ حاصل نہیں جو دوسرے ملکوں کے علم اور دولت کو حاصل ہو۔ اہل یوروپ نے مصر اور ننوہ اور بابل اور ہندوغیرہ غیر ممالک کی تاریخ کھنڈرات کو کھود کر۔ مختلف ملکوں کے کتبوں کو بڑی محنتوں سے پڑھکر مردہ زبانوں کے سمجھنے کی مہارت پیدا کر کے لکھ ڈالی۔ جابجا زمین کے طبقوں کو ادھیڑ اور اکھیڑ کر علم جیالوجی کو فروغ دیا۔ بحر و بر کی سیاحی سے نئے نئے ملک اور جزائر دریافت کئے۔ دیگر ممالک کے ساتھ رشتہ تجارت قایم کر کے اپنے ملک کی دولت اور نام کو بڑھایا۔ مگر اہل ہند کنوئیں کے مینڈک کنارہ سے لگے بیٹھے ہیں ۞

دوئم۔ ذات پات کے ماننے سے ملک کے باشندوں میں اتفاق و اتحاد کبھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ کیا اس ملک کی تواریخ میں کوئی ایسا موقعہ نظر آتا ہو جبکہ کل ہند کو ایک قومی بادشاہ نصیب ہوا ہو۔ اور پھر اس کے عہد میں ملک دشمنوں کے حملوں سے باامن رہا ہو؟ کیا کوئی ایسا زمانہ یاد ہو جبکہ ہندوستان کے لوگ بمنزلہ ایک قوم کے سمجھے گئے ہوں؟

سوئم۔ ذات پات سے غرور اور شیخی بڑھتی ہو۔ ہاں اس کا لازمی نتیجہ یہی ہوتا ہو اور ہم خوب جانتے ہیں کہ تکبر کو نہ خدا پسند کرتا ہو اور نہ انسان۔ تکبر اور غرور سینکڑوں قسم کی برائیوں کی جڑ ہیں ۞

چہارم۔ ذات پات کے سبب سے انسانیت کی تحقیر کی جاتی ہو۔ جو شخص اپنے تئیں برہمن اور چھتری سمجھتا وہ نیچ ذات کے لوگوں کو حقیر جانتا ہو۔ لیکن کیا دونوں میں وہ بیش قیمت موتی جسے انسانیت کہتے ہیں نہیں پایا جاتا؟ کیا دونوں میں وہ امر اور غیر فانی شے جسے روح یا آتما کہتے ہیں نہیں ہو؟ ذات پات کی قیود کے سبب سے شودر ناپاک اور ناچیز سمجھا جاتا اور پاؤں تلے یوں روندا جاتا جس طرح گلیوں کا کیچڑ اور گارا ۞

پنجم۔ مگر سب سے بڑا نقصان جو ذات پات کے سبب سے وجود میں آتا ہو سو یہ ہو کہ مذہب اپنی حقیقت اور اصلیت کھو کر محض ظاہری رسموں کا مجموعہ بن جاتا ہو۔ چنانچہ ہندو مذہب صرف کھانے پینے کا مذہب ہو۔ روحانیت کا نام و نشان اس میں نہیں پایا جاتا ہو۔ اگر کوئی شخص کسی کا حق مارے یا زنا اور چوری کا مرتکب ہو۔ ہاں خواہ کیسی ہی قبیح اور مذموم افعال اس سے سرزد کیوں نہ ہوں اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ پر اگر وہ شودر کے ساتھ چھو جائے یا کسی غیر مذہب والے کے ہاتھ سے کچھ لیکر کھا پی لے تو ساری برادری اس کا حقہ پانی بند کرنے کو تیار ہو جاتی ہو۔ مگر یاد رہے کہ خدا ایسی ظاہری باتوں سے خوش نہیں ہوتا۔ وہ باطن کی صفائی چاہتا ہو ۞

اب اے ناظرین آپ نے ذات پات کی قباحتیں دیکھ لیں۔ کیا آپ اپنے ابنائے جنس اپنے ملک اور مذہب کی بھلائی کیلئے اس مخالف سے آزاد ہونا چاہتے ہیں؟ اگر چاہتے ہیں تو کس طرح ہونگے؟ یہہ ناممکن ہو کہ آپ اپنے عقاید کو بھی وفاداری سے مانتے رہیں اور ساتھ ہی ان قیود سے آزاد ہو جائیں۔ کیونکہ آپ کے عقاید تو آپ کو مجبور کرتے ہیں کہ آپ اس جال میں الجھے رہیں صرف ایک ہو جو آپ کو آزاد کر سکتا ہو۔ وہ یسوع مسیح ہو جو درمیانی دیوار کو ڈھا کر دو سے ایک نیا انسان بنا سکتا ہو جو آپ میں دشمنی مٹا کے صلیب کے سبب سے دونوں کو ایک تن بنا کر خدا سے ملا سکتا ہو۔ اسے قبول کیجئے کیونکہ وہ دو سے ایک تن بنا کر اتفاق اور اتحاد کی روح کو بڑھانا جانتا ہو۔ تب ہمارے دیس میں ملکی۔ علمی۔ اور مذہبی ترقی ہوگی ۞

راقم

طالب

دستور پرستی

اس سے پہلے پرچہ میں ذات کی برائیاں اور ان کے نتیجوں کا ذکر ہو چکا ہو۔ اس پرچہ میں ہم ہندوستان کے دوسرے دشمن دستور پرستی کی برائیوں کا ذکر کرینگے۔ جب کبھی کوئی رسم یا دستور جاری کیا جاتا ہو تو ممکن ہو کہ اس وقت اس کے جاری کرنے والے کے دل میں

اس رسم یا دستور کے جاری کرنے میں کوئی نہ کوئی اعلیٰ غرض ہو مگر کچھ عرصے کے بعد جب اس رسم یا دستور کے کرنے والے اس غرض کو بھول جاتے اور عادت کے بس ہو کر اس رسم یا دستور کو ہی پورا کئے جاتے ہیں تو اسکو دستور پرستی کہتے ہیں ؎

کوئی رسم یا دستور خواہ کیسی ہی نیک غرض اور نیت سے کیوں نہ جاری کیا جاوے مگر جب اس کا اخلاقی زور جاتا رہتا اور اصلی غرض نظر انداز ہو جاتی ہے تو وہ بہت ہی خوفناک نتیجے پیدا کرتا ہے ؎

ملک ہندوستان کی تنزلی اور بربادی اور ترقی نہ کرنے کا سب سے بڑا سبب دستور پرستی ہے۔ ہندوستان میں کیا ہندو کیا مسلمان کیا اور قومیں دستور پرستی کی غلام ہو چکی ہیں یہاں تک کہ ایک قوم دوسری قوم سے اپنے خاص دستوروں سے ہی امتیاز کی جا سکتی ہے۔ یہہ دستور پرستی ہندوستان کے باشندوں کی دینی۔ اخلاقی اور قومی زندگی میں ایسی گھس گئی ہے کہ آج کل جو کچھ کیا جاتا ہے وہ سب دستور پرستی پر ہی مبنی ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے خوفناک نتیجے لوگوں کی زندگی کے ہر پہلو پر پڑ رہے ہیں۔ مثلاً

(۱) دستور پرستی سے لوگوں کی عقل تاریک ہو گئی ہے۔ عقلمند انسان کا فرض ہے کہ سب باتوں کو آزماوے اور بہتر کو اختیار کرے مگر ہمارے ملک کے لوگوں کا عجیب حال ہے کہ وہ دنیاوی معاملوں میں تو انیسویں صدی کی ایجادوں ریل تار اور سائنس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں مگر مذہب کے بارے میں پرانی لکیر کے فقیر بن رہے ہیں۔ دستور پرستی نے ان کی عقلوں کو ایسا تاریک کر دیا ہے کہ وہ نہیں سمجھتے کہ جس طرح پرانی سڑکوں سے نئی سڑکیں اور پرانی گاڑیوں سے نئی گاڑیاں زیادہ آرام دہ۔ عمدہ اور مفید ہیں اسی طرح ان کے پرانے مذہبی دستوروں اور باتوں سے انجیل کی تعلیم عمدہ اور نجات بخش ہے۔ عقل کی تاریکی کے باعث وہ مقابلہ کر کے بہتر کو قبول کرنے کو تیار نہیں ہوتے ؎

(۲) دستور پرستی سے ضمیر (کانشنس) کی آزادی جاتی رہی ہے۔ اس کے لئے دلیل دینے کی ضرورت نہیں۔ روزمرہ ہمارے تجربے میں آتا ہے کہ اگر ایک شخص بدمعاشی کرے جھوٹ بولے۔ زناکاری کرے یا اور کسی طرح کی بددیانتی یا بے ایمانی میں مبتلا رہے برادری کے لوگ کچھ پرواہ نہیں کرتے بشرطیکہ وہ برادری کے مقررہ دستوروں کو مانتا رہے مگر جب وہی شخص اپنے دل کی بری حالت سے قایل ہو کر اور خدا کی مرضی کو پہچان اور یہہ جان کر کہ انجیل میں خداوند یسوع مسیح کے وسیلے خدا کی مرضی ظاہر کی گئی ہے مسیحی ہونے کو تیار ہو تو برادری کیسے زور کے ساتھ مخالفت کرنے کو تیار ہو جاتی ہے ؎

(۳) دستور پرستی سے قوم کی اخلاقی حالت بگڑ گئی ہے۔ یہہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ہمارے ملک کے نوجوان اخلاقی جرأت (مارل کریج) نہیں رکھتے۔ مغربی تعلیم اور انجیل کی منادی نے بہتوں کی آنکھیں کھول دی ہیں اور ان کو ذات پات شادی وغیرہ کے موقعے پر ناچ۔ بچپن کی شادی۔ بیواؤں کا دوسرا بیاہ نہ کرنے وغیرہ کی برائیوں سے آگاہ کر دیا ہے تو بھی جب دستور پرستی کی سیانوں کی آواز آتی ہے تو تعلیم یافتہ نوجوان اپنی ساری دلیلوں کو جو بڑی فصاحت کے ساتھ ان برائیوں کے برخلاف اور موقعوں پر پیش کر سکتے ہیں بھول جاتے اور چوہے کی طرح دستور پرستی کی بلی کے چنگل میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ کئی برسوں کا عرصہ گذرا ہے کہ سوشیل کانفرنس کے موقعے پر ایک تعلیم یافتہ نے ناچ کے برخلاف اپنی رائے ظاہر کی مگر اس کے تھوڑے دنوں کے بعد جب کسی عزیز کی شادی کے موقعے پر عملی طور پر اس کی مخالفت کا موقعہ ملا تو ساری دلیلیں بھول گیا ؎

(۴) دستور پرستی سے ملکی و قومی ترقی رک جاتی ہے۔ ملک اور قوم کی ترقی کے لئے تین باتوں کا ہونا لازمی ہے (۱) قومی اتفاق (۲) کشادہ دلی (۳) قوم میں کیریکٹر والے آدمیوں کا ہونا جس قوم میں دستور پرستی کا زور ہوتا ہے اس میں یہہ تینوں باتیں جو قوم کی ترقی کے لئے لازمی ہیں پائی نہیں جاتیں۔ مثلاً

ہندوستان میں دستور پرستی نے ایک فرقے کو دوسرے فرقے سے الگ کر رکھا ہے یہاں تک کہ نہ صرف ہندو اور مسلمان ہی آپس میں اتفاق نہیں کر سکتے بلکہ ہندوؤں کا ایک فرقہ دوسرے ہندو فرقے کے برخلاف پایا جاتا ہے اور دشمنی رکھتا ہے اور اسی طرح سے مسلمانوں کا ایک فرقہ دوسرے مسلمان فرقے کے برخلاف پایا جاتا اور دشمنی رکھتا ہے اور اس مخالفت اور دشمنی کا باعث یہہ ہے کہ ایک کے دستور دوسرے کے برخلاف ہیں جن کے سبب سے وہ ایک دوسرے کو جہنمی سمجھتے ہیں ؎

جہاں کہیں دستور کی ایسی سخت پابندی ہو وہاں تنگدلی اور خودغرضی کا ہونا لازمی ہے ہندوستان کے ہر شہر اور قصبے میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔ فرض کرو کہ ایک مہتر سڑک کے کنارے کسی سخت تکلیف کے مارے روتا اور چلاتا اور ہائے ہائے کر رہا ہے اگر کوئی ہندو یا مسلمان اس کے پاس سے گذرے اور اس کی تکلیفات کے باعث ہمدردی کا اظہار بھی کرے مگر وہ اس کے ساتھ دستور پرستی کی غلامی کے باعث ہسپتال یا اپنے گھر میں لے جا کر عملی ہمدردی نہیں کر سکتا جس ملک کے باشندوں کا یہہ حال ہو بھلا وہاں کبھی ملکی ترقی ہو سکتی ہے؟

دستور پرستی قوم کے کیریکٹر کی جڑ میں کیڑے کی مانند ہے جس طرح سے بعض درختوں کا تنہ اوپر سے تو عمدہ نظر آتا مگر اندر سے کھوکھلا ہوتا ہے اسی طرح اس قوم کا حال ہے جو دستور کی پرستش کرنے لگتی ہے اس کی اخلاقی زندگی جاتی رہتی ہے۔ اس میں کیریکٹر والے آدمی نہیں ہو سکتے۔ جیسے وہ لڑکے جن کے سر پر لوہے کی ٹوپی چڑھائی جاتی اور دولہ شاہ کے چوہے بن جاتے ہیں کبھی بھی عالم نہیں ہو سکتے۔ ویسے ہی وہ جن کے اخلاقی قوار دستور پرستی کی زنجیروں سے جکڑے جاتے ہیں کیریکٹر والے آدمی نہیں ہو سکتے اور جس ملک میں کیریکٹر والے آدمی نہ ہوں وہ ملک نہ ملکی اور نہ قومی ترقی کر سکتا ہے +

---

(۵) دستور پرستی سے خدا اور مذہب صرف نام کے لئے رہ جاتے ہیں۔ خدا اور مذہب کا ان کے دلوں سے کچھ تعلق نہیں ہوتا زبان سے تو خدا اور مذہب کا بہت دم بھرا جاتا ہے مگر دل سے ذرا بھی تعلق نہیں۔ ایک شخص جو دستور کے مطابق اپنا کچھ وقت دھنا۔ بندگی۔ نماز۔ روزہ۔ پوجا۔ پاٹھ۔ برت اور نیم میں کاٹتا ہے۔ لیکن باقی وقت جھوٹ۔ فریب۔ دھوکہ۔ گالی گلوچ بددیانتی۔ دنیا پرستی۔ خودغرضی بالا پرواہی کی زندگی بسر کرنے میں خرچ کرتا ہے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ خدا اور مذہب نے اس کے دل میں جگہہ حاصل نہیں کی سلیمان فرماتا ہے کہ "خدا کا خوف دانائی کا شروع ہے" ایسے شخص کے دل میں خدا کا خوف مطلق نہیں۔ اور جب تک کوئی کسی کو زندہ نہ سمجھے تو اس کا خوف کس طرح سے ہو سکتا ہے؟ کیا کوئی مردہ سانپ سے جبکہ یقین ہو کہ وہ مردہ ہے خوف کھا سکتا ہے؟ اس طرح سے ان لوگوں کا دستور پرستی کے مطابق خدا اور مذہب کا دم بھرنا اور گناہ اور لاپرواہی کی زندگی بسر کرنا ظاہر کرتا ہے کہ ان کے لئے خدا اور مذہب صرف نام ہی نام ہے مگر ان کی کوئی ہستی نہیں ہے +

پیارے ناظرین اب آپ نے دستور پرستی کی برائیاں دیکھ لیں۔ کیا آپ اس سے آزادی حاصل کرنا نہیں چاہتے؟ اس میں شک نہیں ہے کہ دستور پرستی کی زنجیریں بہت بھاری اور سخت ہیں جن کو کوئی شخص توڑ نہیں سکتا جب تک کہ اس کے اندر الٰہی طاقت داخل نہ ہو اسی واسطے خداوند مسیح نے فرمایا ہے کہ "اگر کوئی سرِنو پیدا نہ ہو تو وہ خدا کی بادشاہت کو دیکھ نہیں سکتا" دستور پرستی سے نکلنے کے لئے نئی زندگی کی ضرورت ہے اور یسوع مسیح فرماتا ہے کہ "کیا تم نہیں چاہتے کہ مجھ پاس آؤ تاکہ تم زندگی پاؤ" ناظرین اگر تم اس خوفناک غلامی سے نکلنا چاہتے ہو تو یسوع مسیح کے پاس آؤ وہ تم کو آزاد کریگا اس نے آپ ہی فرمایا ہے کہ "اگر تم میری بات پر ثابت ہوگے تو تم تحقیق میرے شاگرد ہوگے اور سچائی کو جانوگے اور سچائی تم کو آزاد کریگی" +

راقم

ٹھاکر ایل پرکاش

میلہ مسیحیاں کھرڑ ضلع انبالہ

ناظرین کتہ بین آپ کو ایک مسیحی میلے کا ذکر سنانا چاہتا ہے کہ جس کے سننے سے آپ ضرور خوش ہونگے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ہر ایک مجمع میں خواہ وہ دینی ہو یا دنیوی تمام لوگوں کو ایک دوسرے سے میل و ملاقات کرنے سے ازحد خوشی حاصل ہوتی ہے۔ مگر جو فواید دینی جلسوں سے دینداروں کی پُرجوش تقریروں سے پہنچتے ان کی قدر کا اندازہ صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کو روحانی زندگی کا حظ حاصل ہو چکا ہے +

مقام کھرڑ میں جہاں کہ بپٹسٹ مشن کا بڑا عمدہ کام کئی سالوں سے بڑی کامیابی کے ساتھ ہو رہا ہے اور جناب پادری جارج سمتھ صاحب کے ذریعہ سے بہت سی روحیں خدا کی طرف کھینچی جا چکی ہیں اور ان کی محنتوں اور مشقتوں کا نتیجہ کامل طور سے اب نظر آ رہا ہے جن کے کام پر خدا نے تحمندی بخشی ہے ان کی طرف سے یہہ میلہ سالانہ کیا گیا۔ دور و نزدیک کے علاقہ کے تمام مسیحی کارندے جو مختلف مقاموں میں انجیل کی خدمت پر مقرر ہیں اور بہت سے مسیحی جو انکی نگرانی میں اردگرد کے دیہات میں رہتے ہیں معہ اپنے خاندانوں کے شریک میلہ ہوئے اور امریکن مشن لودیانہ کے پادری یو۔ ایس۔ جی۔ جونس صاحب اور مسز ویری صاحبہ اور مسز سیوج صاحبہ اور پادری پی۔ سی۔ اوپل صاحب اور کترین اور کئی ایک دوسرے کارندے بھی اس میلے میں شریک ہوئے۔ ۱۱ تاریخ کی شام کو یہہ میلہ بھرا اور چار بجے عبادت کا گھنٹہ بجا اور جوق جوق مرد و عورتیں عبادت کی جگہہ میں جو کھلے میدان ایک شامیانہ کے نیچے تیار کی گئی تھی جمع ہوئے۔ درس شروع ہوا پادری جارج سمتھ صاحب نے عبادت کو شروع کیا اور آگرہ کے پادری ڈی۔ جونس صاحب نے "یسوع کہاں ہے" کے مضمون پر ایک نہائت دلکش وعظ سنایا جس کے سننے سے سامعین کے دلوں پر بڑی تاثیر ہوئی صاحب موصوف ایک بڑے زبردست اور مشہور واعظ ہیں ان کی طرز وعظ درحقیقت نہائت پُرتاثیر اور دل کو ہلانے والی ہے۔ میلے کے تمام شریکوں کے دلوں پر عجیب طرح کی تاثیر ہوئی جس کا اظہار ہر ایک ایک دوسرے سے کر رہا تھا۔ ان کے وعظ کے بعد ایک دیسی خادم الدین مسٹر پارٹے صاحب نے جو دہلی کی سیمنری کے پروفیسر تھے ایک بہت عمدہ لیکن بڑا طول و طویل وعظ سنایا

جس کا مضمون "ایمانداروں کے ساتھ خداوند یسوع مسیح کی کیا نسبت ہے" تھا۔ صاحب موصوف نے جو ایک بڑے مدلل اور عالم فاضل شخص ہیں نہایت خوش اسلوبی اور فصاحت کے ساتھ عمدہ دلیلوں اور مثالوں کے ساتھ اس عجیب تعلق کا گویا ایک نقشہ باندھ کر دکھلا دیا جس سے سننے والوں کو فائدہ کثیر پہنچا۔ دوسرے روز بھی عمدہ عمدہ درس ہوئے اور روحانی غذا اور نفیس خوراک سے حاضرین بخوبی سیر کئے گئے۔ پادری ڈی۔ جونس صاحب نے اور مسٹر پانڈے صاحب اور پادری پی۔ سی۔ اوپل صاحب نے عمدہ وعظ سنائے اور مناجاتیں بدرگاہ الٰہی خوشبو جلانے کی مانند حمد الٰہی کے ساتھ اٹھائی گئیں اور عشائے ربانی کی پاک رسم بھی جو خداوند اور نجات دہندے کی پاک یادگار ہے بڑی سنجیدگی کے ساتھ ادا کی گئی اور اسی طرح سے روز سبت کی صبح و شام تمام میلے کے شریکوں نے خدا کی پاک حضوری میں کاٹی اور سب کے دل نہایت مشکور تھے اور یاد الٰہی سے مسرور تھے۔ تیسرے روز بھی صبح کے وقت درس دیا گیا اور پادری ڈی۔ جونس صاحب نے عیب[۱] جوئی۔ عیب[۲] نہ پانا اور بے عیب[۳] کھڑا کرنا۔ ان تین باتوں پر ایک دلکش اور موثر درس سنایا جس کے سننے سے اکثروں کے دل خوب جوش روحانی سے بھر گئے۔ صاحب موصوف کے تمام وعظ قابل یادگار اور ان کی ایک ایک بات دل پر ثبت کرنے کے قابل تھی۔ پھر ایک دیسی خادم الدین صاحب نے جو مقام کالکا میں کام کرتے ہیں ایک عمدہ وعظ دیہات کے مسیحیوں کی تعلیم و تلقین کے بارے میں سنایا جس کے سننے سے دیہات کے کمزور بھائیوں پر اچھا اثر ہوا۔ چنانچہ بہت مرد اور عورتوں نے غیر قوموں کی ریت و رسوم کے ترک کرنے پر کمر باندھی اور اس وقت بہت سے آدمیوں نے اپنے کیس یعنے سر پر کے لمبے بال اور چوٹیں کٹوا ڈالیں اور بہت سی عورتوں نے اپنے لونگ ڈنڈیاں اور گنٹھے وغیرہ اتار ڈالے اور اس طرح سے اچھی تاثیر ان لوگوں پر ہوئی اور بڑی شکرگذاری کے ساتھ جلسہ برخاست ہوا۔ اور لیکن کئی ایک مرد اور عورتوں کو ایک تالاب پر جا کر غوطہ دیا گیا اور باجے اور گاجے کے ساتھ تمام شہر میں گشت کی گئی اور مختصر منادی بھی کی گئی۔ اس میلے کا تمام رہائش و کھانے پینے کا انتظام بھی خاطر خواہ تھا۔ اور خوشی بخوشی سب لوگ اپنے گھروں کو واپس ہوئے۔ کاشکہ ایسے میلے تمام جگہوں میں ہوا کریں چونکہ ایسے موقعوں پر لوگ اکثر جگائے جاتے ہیں ٭

الراقم

جے۔ ایس

بقیہ

اثبات ناطق

اسی طور پر جب خداوند یسوع مسیح فطرت کے اس بڑے گھنٹے میں اپنا ہاتھ لگا کر چاہے چلائے چاہے بند کرے تو ہر ایک منصف مزاج یقین کر لیگا کہ یہہ یسوع فطرت کا مالک ہے ٭

چہارم۔ وہ معجزۂ اکبر جس پر مسیحی مذہب کا سارا دار و مدار ہے وہ خود مسیح کا مردوں میں سے جی اٹھنا ہے۔ اگر ہم اس کو عدم تصدیق کریں تو ضرور پولوس کا یہہ قول صادق آویگا کہ اگر مسیح نہیں جی اٹھا تو ہماری منادی عبث ہے اور ہمارا ایمان لانا عبث۔ مسیحی مذہب منجملہ اپنی اور صفتوں کے معجزے پر زیادہ فخر کرتا ہے۔ لیکن اس کے برعکس محمد صاحب اس بڑی بھاری صداقت پر کچھ بھی زور نہیں دیتے البتہ ان کی وفات کی صدیوں بعد اسلام نے یہہ دعوی کیا۔ محمد صاحب نے جو کچھ معجزہ یا تعجب خیز باتیں اپنے معتقدوں کو تبلائیں یا سنائیں اس کی نسبت یہہ دعوی نہ کیا کہ یہہ منجانب اللہ ہیں بمقابلہ اس کے مسیح خداوند کا قول قابل غور ہے یعنے کہ اگر میں نے ان کے بیچ میں یہہ کام جو کسی دوسرے نے نہیں کئے نہ کئے ہوتے تو ان کا گناہ نہ ہوتا۔ یوحنا باب ۱۵۔ آیت ۲۴۔ اور علاوہ اس کے یہہ بھی کہ یہہ معجزے کسی خفیہ مقام یا گھر میں نہیں بلکہ عبادتخانوں سڑکوں بازاروں لب دریا ہزارہا اشخاص کے روبرو کئے گئے۔ ممکن ہے کہ محمد صاحب جبریل فرشتہ سے جو شب تیرہ و تار میں ملا ہمکلام ہوئے ہوں اور پرچہ پرچہ پر کلام خدا جب تک کہ ایک پوری حجم نہ تیار ہو جائے یعنے قرآن ملتی رہی ہو لیکن کون شخص اس دعوی بے دلیل کو تسلیم کر سکتا ہے۔ برعکس اس کے خداوند مسیح تین برس خاص طور سے لوگوں کے درمیان علانیہ اپنے کار عظیم پیغمبری کو انجام دیتا رہا اور کلام و کام سے اپنے کو صاحب اختیار ثابت کیا۔ مسیح کے معجزے فطرت کی رفتار سے گو نہ فوق العادت تھے اور انسان ان کو اپنی عقل سے تمیز کر سکتا ہے اور وہ ایسے علانیہ طور پر مشتہر کئے گئے گویا کہ تمام دنیا کی تعمیل کے لئے احکام تھے۔ مسیح کے معجزات کی صداقت کے لئے نہ صرف دشمنوں کی خاموشی ہی کافی ہے بلکہ وہ ان کے شاہد بھی ہیں کہ یہہ واقعات واقعی اسی طور پر جیسا کہ تحریر ہیں وقوع میں آئے۔ چنانچہ یہودی مسلم کتاب تالمود میں مسطور کرتے ہیں کہ حقیقت میں یہہ معجزے تو ہوئے لیکن یا تو کسی سحر کے ذریعہ یا کسی طلسم کے ذریعہ جو مسیح نے ہیکل سے دزدی کر لئے تھے ٭

بقیہ

مسیح کی تعلیم

گیارھواں باب

مسیح کی بادشاھت اور فارقلیط کا آنا۔ فارقلیط کا بیان

(۱) الٰہی شخص ھے۔

(۲) وہ سچائی کا الٰہی اُستاد اور اندرونی طور سے سکھلاتا ھے

(۳) وہ آپکو نہیں بلکہ مسیح کو ظاہر کرتا ھے۔ وہ ہم میں رھتا ھے

(۴) وہ ھمیں مسیح کی شراکت میں لاتا ھے۔

(۵) وہ روحانی زندگی کا ذریعہ ھے۔

روح القدس کی تاثیر سے

(۱) ہم خدا کی بادشاھت میں داخل ھوتی ھیں۔

(۲) ہم مسیح کی راستبازی کو ادا کر سکتی ھیں۔

(۳) مذھبی "سیکرامنٹ" پُر تاثیر ھو سکتی ھیں

(۴) انجیل کا پھیلنا ھوتا ھے۔

روح کی بخشش کا وعدہ صرف انجیل کی ساتھ دیا گیا

ہم نے معلوم کیا کہ خدا کی بادشاہت مسیح کی تعلیم کا بڑا مضمون ہے اور مسیح کا آنا اس وجہ سے ہوا کہ آدمیوں کے درمیان ایسی بادشاہت قایم کرے ٭

مسیح کی کامیابی کی بابت نپولین بونا پارٹ کی گواہی قلمبند کرنے کے قابل ہے۔ نپولین بذات خود دینی آدمی نہ تھا اور وہ زندگی بھر اس کوشش میں رہا کہ تلوار کے زور سے دنیا کی قوموں کو اپنی بادشاہت کے قبضہ میں لاوے کہ سبھوں کا بادشاہ ہووے شاید اس کے برابر کسی دوسرے زمانہ میں ایسا مشہور اور صاحب فہم جنرل نظر نہیں آتا۔ اس لئے اس کی رائے مسیح کے کام کی بابت دینی لوگوں کی رائے سے زیادہ قدر کی ہے کہ ہم اس پر لحاظ کریں وہ یوں کہتا ہے کہ

"میں ساری تواریخوں میں ڈھونڈتا ہوں کہ مسیح کے موافق اور انجیل کی تعلیم کے مطابق کسی کا پتہ لگاؤنگا لیکن میری کوشش عبث ہوئی۔ لوگ قیصر اور سکندر اور ان کی ملک گیری کی تعریف کا بیان کرتے کہ وہ اپنے لشکر کے سپاہیوں کے دل میں کیسی سرگرمی پیدا کرتے تھے لیکن کیا یہہ ہو سکتا کہ مردہ آدمی ملک گیر ہووے اور اس کی فوج بھی اس کی وفات کے بعد یادگاری میں ایماندار اور لڑنے میں مستعد رہے میرے سپاہی مجھے جو زندہ ہوں بھول جاتے ہیں جیسا اہل کارتھیج اپنے مشہور جنرل ہنی بال کو جلدی بھول گئے یہہ ہماری خوبی کی حد ہے کہ ایک لڑائی کی شکست سے ہمارے دوست بھاگ جاتے۔ میں اور قیصر اور سکندر سلطنت قایم کرتے تھے۔ ہماری بادشاہت کی بنیاد کس چیز پر ڈالی گئی اور کون سی حکومت سے جاری ہوئی؟ یہہ سب زبردستی سے حاصل ہوئیں لیکن یسوع مسیح نے اپنی بادشاہت محبت کی بنیاد پر ڈالی اور اس وقت لاکھوں آدمی اس کے لیئے اپنی جان نثار کرتے ہیں"

یہہ باتیں مسیح کی بادشاہت کی حقیقت اور بڑھتی اور پائیداری کے لیے جو ہر زمانہ میں قایم رہیں گی شاہد ہیں اور اس موقعہ پر زبور کے الفاظ یاد آتے ہیں۔

"تیری بادشاہت ابدی بادشاہت ہے اور تیری حکومت پشت در پشت قایم رہتی" (زبور ۱۴۵: ۱۳)

اور سوال لازم آتا ہے کہ مسیح کی بادشاہت کی پائیداری اور برقراری کی علامتیں کہاں سے آئی ہیں؟ بڑی بڑی سلطنتیں بڑے بڑے زور آور بادشاہوں سے قایم ہوگئیں اور تھوڑی بہت صدیوں کے اندر دوسروں کے قبضہ میں آگئیں۔ آج سر اٹھاتے تو کل سر جھکانا پڑتا۔ دنیوی بادشاہت کی یہہ کیفیت ہے لیکن مسیح کی بادشاہت کی کیفیت اور طرح کی ہے۔ شروع میں بہت تھوڑے لوگ اس میں تھے وہ اپنے بانی کے وقت میں صرف رائی کے دانہ کی مانند تھی لیکن مسیح کے ارادے اور پیشینگوئی کے مطابق وہ بڑے درخت کی مانند بڑھ گئی اور ہمیشہ سال بسال نئی شاخیں نکلکر پھولتی اور پھلتی جاتی ہیں۔ اس کی پائیداری اور بڑھتی کا راز کیا ہے؟ اس سوال کا اوّل جواب اس بات میں پایا جاتا ہے کہ مسیح نے آسمان پر صعود کرنے کے بعد اپنی عوض میں دوسرے کو بھیجا۔ یہہ بات سچ ہے کہ بڑا اور عظیم الشان بادشاہ بڑی بادشاہت کی بنا ڈال سکتا ہے۔ لیکن اپنے موافق اپنا قایم مقام ٹھہرانا ناممکن ہے۔ مسیح نے اپنے وعدہ کے مطابق "دوسرا فارقلیط" کو بھیجا اور جب مسیح نے لفظ "دوسرا" کہا یہہ معلوم ہوتا ہے کہ وہی خود اپنی سمجھ میں "فارقلیط تھا۔ اور کہ "دوسرا فارقلیط" اس کے عوض اور اس کی مانند کام کرے۔ ہاں مسیح کے کہنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہہ دوسرا فارقلیط نہ صرف اس کے عوض میں اس کے برابر لیکن اس سے بڑھکر کام بھی کرے۔ مسیح کو کھو دینا اور دوسرا فارقلیط حاصل کرنا اس کے شاگردوں کے لیئے فائدہ مند تھا۔ "تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ مند ہے۔ کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو تسلی دینے والا تمہارے پاس نہ آویگا۔ پر اگر میں جاؤں تو میں اسے تم پاس بھیجونگا۔ مسیح بھی اس تسلی دینے والے" کو جو اس کا قایم مقام اور عوضی ہے یہہ لقب بھی دیتا ہے یعنے روح حق اور روح القدس۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ مسیح روح القدس کی بابت کیا تعلیم دیتا تھا ٭

(۱) مسیح کی تعلیم کے مطابق ہم پہلے کہہ سکتے ہیں کہ وہ دوسرا تسلی دینیوالا ایک شخصیت (Person) ہے۔ مسیح برابر یوں کہتا کہ "وہ میری بزرگی کریگا" اور تسلی دینیوالا نام میں بھی شخصیت کا معنے نکلتا ہے لفظ "فارقلیط" "تسلی دینیوالا" کے صاف معنے یہہ ہیں "ایک جو خاص کرکے مشکلات اور لڑائی

واقعات اور آراء

کلکتہ کی کرسچن ٹریکٹ اور بک سوسائٹی نے میجک لینٹرن سلائیڈ اکس چینج کا بندوبست کیا ہے یہہ سوسائٹی تھوڑے سے کرایہ پر مقررہ شرائط پر مقررہ وقت کے لئے میجک لینٹرن کی تصویریں دیدیا کریگی یہہ تصویریں بائبل اور مشنری اور تواریخی اور سوشیل معاملات کے متعلق ہونگی۔ اس کی نسبت مفصل حالات سپرنٹنڈنٹ بائبل اور ٹریکٹ ہوس ۲۳ چورنگی کلکتہ سے دریافت کرنے پر معلوم ہو سکتے ہیں ؛

ناظرین کو یاد ہوگا کہ ۱۴ ستمبر سے ۲۳ ستمبر ۹۹ء تک منصوری میں بائبل کے مطالعہ اور مشنری کام کے طریقوں پر غور کرنے کے لئے کانفرنس ہوئی تھی۔ اس کانفرنس میں بڑی کامیابی ہوئی اور حاضرین کو بہت کچھ فائدہ حاصل ہوا۔ اس واسطے تجویز کی گئی ہے کہ اگلے سال یعنے ۱۰ سے ۲۴ ستمبر سنہ ۱۹۰۰ء تک منصوری میں پھر اس قسم کی کانفرنس منعقد کی جاوے گذشتہ کانفرنس کے متعلق ایک عورتوں کی میٹنگ بھی ہوئی تھی۔ اس واسطے تجویز کی گئی ہے کہ آیندہ سال کی کانفرنس کے متعلق بھی عورتوں کی میٹنگ کی جاوے۔ کمیٹی نے آیندہ کی کانفرنس کے اشتہار میں درخواست کی ہے کہ مسیحی اس کانفرنس کی کامیابی کے لئے دعا مانگیں اور اگر کسی کو اس کانفرنس کے متعلق کچھ دریافت کرنا ہو تو اگز کٹو کمیٹی کے سیکرٹیری پادری سی۔ اے۔ آر۔ جانویر سے دریافت کر لیوے ؛

پیکنگ کے پادری سی۔ ای۔ ایوئنگ کہتے ہیں کہ چین میں برٹش اور فارن بائبل سوسائٹی کی کتابوں کی اشاعت بہت بڑھتی جاتی ہے۔ پچھلے چار سالوں میں بائبل اور اس کے مضمون کی سالانہ بکری بحساب اوسط اڑھائی لاکھ تھی اور زیادہ سے زیادہ بکری دو لاکھ نوے ہزار ہوئی۔ مگر آخری سال اس بکری کی تعداد دس لاکھ تک پہنچ گئی ہے ؛

مس تھوبرن اور مس سنگھ جو امریکہ میں اس غرض سے تشریف لے گئیں ہیں کہ لکھنؤ وومنس کالج کے لئے چندہ جمع کریں۔ اس میں ان کو کسی قدر کامیابی ہو چکی ہے اور ایک لاکھ سے کچھ کم روپیہ جمع ہو چکا ہے۔ اغلب ہے کہ مس تھوبرن اور مس سنگھ آیندہ جولائی تک ہندوستان میں واپس نہ آسکیں گی ؛

۲۸ مئی سنہ ۱۹۰۰ء کو ایسا سورج گرہن ہوگا کہ بالکل تاریکی ہو جاویگی اور سورج چھپ جاویگا۔ آئرلنڈ کے علما اس کے دیکھنے کے لئے سپین پرتگال اور الجیریا وغیرہ ملکوں میں جاوینگے۔ غالباً ہندوستان میں پورا نہیں ہوگا ؛

نارووال میں پادری سی۔ ایم۔ گف اور ان کی میم صاحبہ کے نومبر کے آخر تک آنیکا انتظار تھا یقین ہے کہ بخیریت تمام پہنچ گئے ہونگے۔ ترن تارن کے پادری۔ ای۔ گلفرڈ امید ہے کہ بڑے دن کے بعد تک ہندوستان میں پہنچیں گے مگر ڈاکٹر وایٹ بریخٹ اور ان کی میم صاحبہ جنوری سے پہلے نہیں آسکیں گے پادری۔ آر۔ بسکیر اور ان کی میم صاحبہ اس جاڑے میں واپس آکر سندھ حیدر آباد میں کام کرینگے ؛

لودیانہ مشن کا اجلاس پچھلے جمعرات کے روز ختم ہوا۔ لائسنشیئٹ موتی لعل کی تبدیلی مورنڈہ سے جگادھری اور لائسنشیئٹ پنڈی داس کی تبدیلی مبارک پور سے فیروز پور اور لائسنشیئٹ ایشوری پرشاد کی سپاٹو سے مبارکپور کو کی گئی ہے ؛

قحط زدوں کی امداد کے لئے بھی بندوبست کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر ایوئنگ صاحب اور ڈاکٹر سی۔ بی۔ نیوٹن صاحب اور پادری جونس صاحب کمیٹی مقرر کئے گئے ہیں کہ وہ اس ملک کے قحط زدوں کا خصوصاً غریب مسیحیوں کی امداد کے لئے ولایت سے روپیہ منگوانے کی کوشش کریں ؛

یونائیٹڈ پرسبیٹیرین بورڈ متعلقہ شمالی امریکہ کی خواہش تھی کہ وہ اپنے مشن کا کام مصر اور خرطوم میں بھی جاری کرے اس واسطے اس بورڈ نے سی۔ ایم۔ ایس کی کمیٹی سے جس کا پہلے سے ہی ان ملکوں میں مشن کے کام کو جاری کرنے کا ارادہ ہو چکا ہے اجازت لینا مناسب سمجھا۔ سی۔ ایم۔ ایس کی کمیٹی نے بورڈ کو کہدیا ہے کہ اگر چاہے تو وہ بھی اپنے مشن کے کام کو ان ملکوں میں جاری کر دے۔ سی۔ ایم۔ ایس۔ بہت عرصے سے خرطوم میں اپنے مشن کا کام جاری کرنے پر سوچ رہی ہے اور اب کام کے لئے دروازہ کھل گیا ہے۔ اس سے۔ سی۔ ایم۔ ایس کی فراخدلی کا اظہار ہوتا ہے ؛

آج کل زنانہ بائبل اور میڈیکل مشن کے متعلق ہندوستان کی لڑکیوں اور عورتوں کو نجات کی خوشخبری پہنچانے کے لئے چار سو مشنری لیڈیاں بائبل وومن اور استانیاں کام کر رہی ہیں۔ پچھلے سال اس مشن کے ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں سترہ ہزار بیماروں کا علاج کیا گیا اور اس کے سکولوں میں ۷۵۰۰ لڑکیاں تعلیم پاتی ہیں ؛

انطاکیہ میں ایک قدیم نسخہ دستیاب ہوا ہے جس میں دوسری صدی کی مسیحی کلیسیا کے دستورات وغیرہ کا ذکر پایا جاتا ہے ؛

نوٹس

مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۸۹۹ء تک جو کوئی شخص نیا خریدار جس کی تنخواہ [illegible] روپیہ تک ہو اگر [illegible] قیمت پیشگی سالانہ نور افشاں بغیر ضمیمہ کیلئے یا [illegible] قیمت سالانہ پیشگی اخبار نور افشاں معہ ضمیمہ کیلئے روانہ کردیگا بلاشبہ اسکے نام اخبار جاری کیا جاویگا بشرطیکہ وہ مشن کا ملازم ہو اور اپنے افسر کی تصدیق پیش کرے لیکن بعد گزرنے میعاد معینہ بالا کے یعنی ۱۹۰۰ء میں کوئی درخواست دربارہ تخفیف قیمت اخبار ہذا منظور و مقبول نہ کی جاویگی ؛

المشتہر

ایڈیٹر نور افشاں

لودیانہ

ضرورت

"ایک سرگرم عیسائی ہائی سکول میں انجیل پڑھانے کے لئے چاہیے۔ درخواستیں معہ اسناد۔ پادری ٹی گریہم بیلی صاحب۔ ایم۔ اے۔ بی۔ ڈی۔ وزیرآباد کے پاس آنی چاہئیں ؛

المشتہر

فتح الدین ہیڈ ماسٹر وزیرآباد

نوٹس

شمال مغربی ریلوے

نصروانجی کمپنی نیلام کنندگان شمال مغربی ریلوے کو ہدایت ہوئی ہو کہ ۱۸ دسمبر ۱۸۹۹ء بروز دوشنبہ عام گودام کے صحن میں کھودنے کی چیزیں اور مفصلہ ذیل اشیا کو نیلام کریں دوشنبہ کے بعد ہر روز آٹھ بجے صبح کے نیلام شروع ہوا کریگا ؛

پرانے لوہے اور فولاد کی پٹریاں پرانی زنجیریں اور پیچ۔ فولاد اور فولاد کی دھریاں۔ بیلچے شیٹ اور سلاخیں۔ پرانے ٹکڑے۔ تانبے اور پیتل کے کھودنے کے اوزار ؛

تمام نیلام شدہ چیزیں تاریخ فروخت سے ایک مہینہ کے اندر اٹھائی جاویں ورنہ فی دن فی من تین پائی کے حساب سے ہرجانہ لیا جاویگا ؛

بحکم

چیف سٹور کیپر لاہور۔ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۸۹۹ء

افسوس ناک موت

بڑے افسوس سے ہم اس خبر کو شایع کرتے ہیں کہ مسٹر جارج لوئس ڈویزنل جج بعارضہ نمونیا ۲ دسمبر ۱۸۹۹ء صبح کو تین بجے اس جہان سے انتقال کر کے خداوند کے آرام میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو گئے ہیں جج صاحب کلیسیا کے ایک ستون اور اپنے عہدے کے کام میں نیک نام اور خداوند کے کام میں سرگرم تھے۔ ہماری دعا ہی کہ خداوند جو تسلی کا بانی اور منبع ہو ان کے پس ماندگان کو تسلی بخشے۔ انسانی نگاہ سے اگر دیکھا اور خیال کیا جاوے تو ان کی موت سے کلیسیا اور ان کے گھرانے کا بہت نقصان ہوا ہو۔ مگر خداوند نے جس کی مرضی سے وہ اس جہان سے اٹھائے جاکر ہمیشہ کے آرام میں داخل ہوئے ہیں اور جو کلیسیا اور ان کے گھرانے کو بھی پیار کرتا ہی ضرور بضرور دونوں کی کچھ بہتری سمجھکر ایسا ہونے دیا ہو۔ مفصل حال ہم آیندہ درج کرینگے ؛

دستور العمل اخبار نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت سالانہ اہل شہر سے معہ انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت سالانہ معہ محصولڈاک بغیر انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت سالانہ معہ محصولڈاک معہ انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت دو کاپی کی ایک ہی شخص کے نام پر معہ محصولڈاک معہ انگریزی ضمیمہ فی کاپی	[illegible]
بغیر ضمیمہ	[illegible]
قیمت تین کاپی یا اس سے زیادہ ایک ہی شخص کے نام پر معہ ضمیمہ و محصول فی کاپی	[illegible]
بغیر ضمیمہ	[illegible]
طالبعلموں کیلئے جو ہیڈ ماسٹر یا سپرنٹنڈنٹ کی معرفت درخواست کریں معہ محصول و ضمیمہ	[illegible]
بغیر ضمیمہ	[illegible]

پادری ایم ویری صاحب ڈی ڈی ایڈیٹر و منیجر اخبار نور افشاں کیواسطے امریکن مشن پریس لودیانہ میں۔ ایم۔ وائلی کے اہتمام سے چھپا ؛